٣٩/٩/١٢

شریعہ بورڈ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس تحقیقات علمیہ

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

★ ★ مرکزی دفتر: جامعہ مدینۃ العلوم بلال کالونی ٹوبہ روڈ جھنگ صدر فون: 047-7625711 ★ ★

حضرت مفتی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیریت ہونگے۔

گزارش ہے کہ مجلس تحقیقات علمیہ جھنگ کیطرف سے بحری سفر میں مسافت شرعی سے متعلق ایک سوال کا جواب تیار کیا گیا۔ جس پر اراکین مجلس پوری طرح مطمئن نہ تھے اور باہمی مشاورت سے یہ بات طے ہوئی کہ یہ سوال اور جواب آپ کی خدمت میں ارسال کر کے آپکی رائے معلوم کی جائے۔ چنانچہ وہ سوال اور جواب آپکی خدمت میں ارسال کر رہے ہیں اس بارے میں آپ اپنی قیمتی رائے تحریر فرما کر ممنون فرمئیں۔۔ جزاکم اللہ خیرا

(سوال اور جواب اس تحریر کیساتھ لف ہیں)۔

دستخط حضرات اراکین مجلس تحقیقات علمیہ جھنگ۔

1۔ حضرت مفتی عبدالغنی صاحب
(دستخط)
مفتی جامعہ محمودیہ جھنگ

2۔ حضرت مفتی ارشاد احمد صاحب۔
(دستخط)
جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

3۔ حضرت مفتی ریاض احمد صاحب
(دستخط)
مفتی جامعہ مدینۃ العلوم جھنگ

4۔ حضرت مفتی شاکر اللہ صاحب چترالی
(دستخط)
جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

دار الافتاء — فتویٰ نمبر ۵۲/۱۹۹۵

5۔ حضرت مفتی محمد اظہر صاحب
(دستخط)
جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

6۔ حضرت مفتی عبدالغنی صاحب بلوچستانی
عبدالغنی
معاون مفتی جامعہ مدینۃ العلوم جھنگ

7۔ حضرت مفتی حبیب اللہ صاحب تونسوی
(دستخط)
جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

8۔ حضرت مفتی قاری شیر علی صاحب
(دستخط)
جامعہ معہد الفقیر الاسلامی جھنگ

مجلس تحقیقات علمیہ جھنگ

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بحری سفر میں کتنی مسافت پر قصر کا وجوب ہوگا؟ مسافت کی ابتداء ساحل سے ہوگی؟ کتنے کلومیٹر بنیں گے؟ خشکی کے سفر میں فقہاء کرام نے صرف دن کے سفر کو شمار فرمایا ہے کیا بحری سفر میں بھی صرف دن کا سفر شمار ہوگا؟ یا دن اور رات کا دونوں کا۔ صرف دن کا اعتبار ہو تو تین دن کی مسافت کم بنے گی جبکہ دن رات کا اعتبار کرنے میں مسافت زیادہ ہوگی۔ جس طرح خشکی کے سفر میں مسافت کی لمبائی کا اعتبار نہیں ہوتا کہ اگر راستے میں موڑ زیادہ ہوں تو کل مسافت تو زیادہ بنے گی لیکن لمبائی میں مسافت کم بنتی ہو تو تب بھی قصر کا حکم لاگو ہوتا ہے۔ کیا بحری سفر میں بھی ایسا ہوگا۔۔۔۔۔ جزاکم اللہ خیرا

الجواب حامدا و مصلیا

بری سفر میں شرعی مسافت جسکی وجہ سے سفر کے احکام لاگو ہوں وہ تین دن کی مسافت ہے یعنی تین دن صبح سے زوال تک (زوال کے بعد صبح تک سیر کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ انسان کے کھانے پینے اور آرام کا وقت ہے) پیدل چل کر یا اونٹ پر سوار ہو کر درمیانی چال کے ساتھ جتنی مسافت طے ہو جاتی ہے اتنی مقدارِ مسافت۔ مسافت شرعی کہلاتی ہے۔ چونکہ ہر آدمی کیلئے اس کو معلوم کرنا مشکل تھا اس لئے علماء کرام نے عوام کی سہولت کی خاطر اس مقدار کا اندازہ لگا کر آجکل کے حساب کے مطابق اسکی مقدار تقریبا 78 کلومیٹر بتائی ہے۔ لیکن یہ مقدار مسافت بری سفر کی ہے۔ بحری سفر میں اس مسافت کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ بحری سفر کے حال کے مطابق تین دن اور رات میں جتنی مسافت طے ہو جاتی ہو اس کا اعتبار ہوگا نیز یہ کہ بری سفر میں صبح سے زوال تک کی سیر کا اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ زوال کے بعد صبح تک کا وقت انسان کے کھانے پینے اور آرام کا وقت ہے لیکن بحری سفر میں چونکہ ایسا نہیں ہوتا بلکہ کھانا پینا اور آرام اور نماز وغیرہ سارا کچھ ہی کشتی کے اندر ہی ہوتا ہے اس لیے اسمیں دن رات کی سیر معتبر ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ بحری سفر میں تین دن اور رات میں جتنی مسافت طے ہوتی ہو وہ مسافت شرعی کہلائیگی۔ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے ماہر ملاحوں سے تحقیق کر کے احسن الفتاوی جلد (4/86) پر یہ تحریر فرمایا ہے کہ کشتی معتدل ہوا کہ ایام میں ایک گھنٹہ میں تقریبا ساڑھے پانچ میل بحری سفر طے کر لیتی ہے۔ اور تین دن اور رات میں چونکہ 72 گھنٹے ہوتے ہیں۔ اب اگر 72 کو ساڑھے پانچ میں ضرب دی جائے۔ حاصل ضرب۔ 396 میل آتا ہے۔ اور میل چونکہ کلومیٹر سے بڑا ہوتا ہے اس لیے اگر میلوں کی مذکورہ تعداد کو کلومیٹر میں تبدیل کریں تقریبا 644 کلومیٹر بنتے ہیں۔ اس تفصیل کے مطابق بحری سفر میں مسافت شرعی تقریبا 644 کلومیٹر ہوگی۔ نیز بری سفر میں عمارتوں وغیرہ کیوجہ سے انعطافات اور موڑوں کا ہونا ضروری ہے جسکی وجہ سے بری سفر میں کل مسافت کا اعتبار کیا جاتا ہے اگرچہ قطر میں مسافت کم بنتی ہو۔ لیکن بحری سفر میں چونکہ ایسا نہیں ہوتا اس لیے اسمیں اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ مسافت بصورت قطر معتبر ہوگی۔ یعنی بحری سفر میں۔ احکام سفر تب جاری ہوں گے جب مبدء سفر سے مطلوبہ مقام (جو مبدء سفر سے جوانب اربعہ میں سے کسی طرف بھی ہوسکتا ہے۔) تک کی مسافت (ضروری انحراف کیوجہ سے مسافت میں جو اضافہ ہو اسکو ساتھ ملا کر) تقریبا 644 کلومیٹر بصورت قطر ہو۔ اس سے کم مسافت میں سفر کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

لما فی حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح۔

قوله (أقل مدة سفر تتغير به الأحكام)۔۔۔ (مسيرة ثلاثة أيام) هذا التقدير للسفر الذي تقصر فيه الصلاة ويباح فيه الفطر ويمسح فيه أكثر من يوم وليلة وتسقط به الأضحية۔۔۔ قوله (وفي البحر يعتبر اعتدال الريح) فينظر إلى السفينة كم تسير في ثلاثة أيام ولياليها عند استواء الريح بحيث لم تكن عاصفة ولا هادئة فيجعل ذلك أصلا (453)

(جاری ہے)

دار الافتاء ۵۲/۱۹۹۵

Scanned by CamScanner

وفی البحر الرائق۔

والمرادبسیر البر والجبل ان یکون بالابل ومشی الاقدام والمراد بالابل ابل القافلة دون البرید واما السیر فی البحر فیعتبر بما یلیق بحاله وهو ان یکون مسافة ثلاثة فیه اذا کانت الریاح معتدلة وان کانت تلک المسافة بحیث تقطع فی البر فی یوم کما فی الجبل یعتبر کونها من طریق الجبل بالسیر الوسط ثلاثة ایام وان کانت تقطع من طریق السهل بیوم فالحاصل ان تعتبر المدة من ای طریق اخذ فیه ۔۔۔وفی البدائع ثم یعتبر فی کل ذلک السیر المعتاد فیه وذالک معلوم عند الناس فیرج الیهم عند الاشتباه (229/2 باب المسافر)

وفی الشامیه۔

ویعتبر فی الجبل بما یناسبه من السیر لانه یکون صعودا وهبوطا ومضیقا ووعرا فیکون مشی الابل والاقدام فیه دون سیرهما فی السهل ------ (قَوْلُهُ وَلَا يُشْتَرَطُ إلَخْ) إذْ لَا بُدَّ لِلْمُسَافِرِ مِنْ النُّزُولِ لِلْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالصَّلَاةِ وَلِأَكْثَرِ النَّهَارِ حُكْمُ كُلِّهِ فَإِنَّ الْمُسَافِرَ إذَا بَكَّرَ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَسَارَ إلَى وَقْتِ الزَّوَالِ حَتَّى بَلَغَ الْمَرْحَلَةَ فَنَزَلَ بِهَا لِلِاسْتِرَاحَةِ وَبَاتَ بِهَا ثُمَّ بَكَّرَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي وَسَارَ إلَى مَا بَعْدَ الزَّوَالِ وَنَزَلَ ثُمَّ بَكَّرَ فِي الْيَوْمِ الثَّالِثِ وَمَشَى إلَى الزَّوَالِ فَبَلَغَ الْمَقْصِدَ قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرَخْسِيُّ: الصَّحِيحُ أَنَّهُ يَصِيرُ مُسَافِرًا عِنْدَ النِّيَّةِ كَمَا فِي الْجَوْهَرَةِ وَالْبُرْهَانِ إمْدَادٌ وَمِثْلُهُ فِي الْبَحْرِ وَالْفَتْحِ وَشَرْحِ الْمُنْيَةِ. (122/2)۔ واللہ اعلم بالصواب۔

کتبہ

محمد رضوان

دارالافتاء جامعہ مدینۃ العلوم جھنگ

1439/7/10ھ

دار الافتاء ٥٢/١٩٩٥

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًاومصلیًا

منسلکہ استفتاء میں بحری سفر میں مسافت شرعی کی مقدار سے متعلق حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کے حوالے سے جو رائے اختیار کی گئی ہے، دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے اراکین کی رائے اس سے مختلف ہے، آج سے تقریباً بیس سال سے زیادہ عرصہ قبل اس مسئلہ کے بارے میں یہاں دارالافتاء میں اجتماعی غور و فکر کیا گیا تھا جس میں مسئلے کے مختلف پہلوؤں اور فقہ حنفیہ کی کتابوں کی مختلف عبارات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات طے پائی کہ بحری سفر میں مسافت شرعی کی مقدار، بری سفر کی طرح اڑتالیس (۴۸) میل انگریزی ہے، کیونکہ اس میں عوام کیلئے آسانی ہے، اور ایک غیر ظاہر الروایہ جزئیہ (کہ بحری سفر میں مسافتِ شرعی کی مقدار کو بری سفر میں مسافتِ شرعی کی مقدار پر قیاس کیا جائے گا) (فی تبیین الحقائق: ولم یذکر مدۃ السفر فی الماء فی ظاہر الروایۃ وذکر فی العیون عن ابی حنیفۃؒ انہ یعتبر مسیرۃ ثلاثۃ ایام فی البر وان اسرع فی السیر وسار فی یومین ۔۔۔۔۔۔۔) سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، مزید اس موقف کی تائید امداد الفتاویٰ (ص ۴۶۱ ج ۱) اور فتاویٰ محمودیہ (ص ۴۸۲، ۴۸۱ ج ۷) سے بھی ہوتی ہے۔ مزید تفصیل کیلئے منسلکہ فتویٰ ۱۷ / ۲ / ۱ ملاحظہ فرمائیں۔

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کے مطابق حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کی رائے راجح نہیں، ایک تو اس میں بہت حرج ہے اور حرج مدفوع ہے، دوسرے اکابر کے فتاویٰ سے اس کی تائید بھی نہیں ہوتی، تیسرے ان کے موقف کی بنیاد بحری سفر کے مسلسل دن رات ہونے پر ہے، حالانکہ بحری سفر کا بادبانی کشتی یا چپّو والی کشتی کے ذریعے مسلسل ہونا بہت مشکل ہے، مزید یہ کہ مسافرِ شرعی بننے کیلئے تین دن رات مسلسل سفر کرنا معتبر نہیں (چاہے بری سفر ہو یا بحری) بلکہ صبح سے زوال تک کی مدت معتبر ہے۔

طحطاوی علی الدرالمختار ص ۳۳۱ ج ۱

ولایشترط سفر کل یوم لافرق بین البر والبحر لان المسافر لا بد له من النزول لاستراحة نفسه ودابته فلا يشترط ان يسافر من الفجر الي الفجر لان الدابة لا تطيق ذالك فالآدمي اولى فالتحقت مدة الاستراحة بمدة السفر ضرورة محيط.

(جاری ہے۔۔۔)

Scanned by CamScanner

تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (١ / ٢١٠)

ولم يذكر مدة السفر في الماء في ظاهر الرواية وذكر في العيون عن أبي حنيفة أنه يعتبر مسيرة ثلاثة أيام في البر وإن أسرع في السير وسار في يومين أو أقل والمختار للفتوى أن ينظر كم تسير السفينة في ثلاثة أيام ولياليها إذا كانت الرياح مستوية معتدلة فيجعل ذلك هو المقدر ؛ لأنه أليق بحاله كما في الجبل

المحيط البرهاني للإمام برهان الدين ابن مازة – (٢ / ٨٣)

وإن كان السفر سفر بحر فقد اختلف المشايخ فيه أيضاً، والمختار للفتوى أنه ينظر أن السفينة كم تسير ثلاثة أيام، ولياليها حال استواء الريح، فيجوز ذلك أصلاً ويقصر الصلاة إذا قصد مسيرة ثلاثة أيام ولياليها على هذه السفينة في البحر، فلو سار في الماء سيراً سريعاً، ويكون ذلك على البرية ثلاثة أيام ولياليها، فقد ذكر الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله أنه...، وهذا شيء يعرفه الملاحون، فيرجع في ذلك إلى قولهم.............................. واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

الجواب صحیح

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۶/شوال/۱۴۳۹ھ

11/جولائی/2018ء

الجواب صحیح

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۲۶/شوال/۱۴۳۹ھ

11/جولائی/2018ء

الجواب صحیح

۲۸-۱۰-۱۴۳۹ھ

مفتی

الجواب صحیح

۸/۱۱/۱۴۳۹ھ

الجواب صحیح

۸/۱۱/۱۴۳۹ھ

مفتی

الجواب صحیح

محمد عبد المنان عفی عنہ

۸/۱۱/۱۴۳۹

نائب مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ۵۲/۱۹۹۵

Scanned by CamScanner